شذرات مولانا راشد الحق سمیع

عالم عرب میں گونجتی بلالی اذان سے امیدِ سحر

خلیفۃ المسلمین امام عادل حضرت عمر فاروقؓ فاتح مصر (جن کے عہد مبارک میں عمرو بن العاصؓ نے ان کے حکم اور مشوروں سے مصر کو اسلامی قلمرو میں شامل کیا) نے ایسے ہی ایک موقع پر فرمایا تھا کہ "ماؤں نے تو انسانوں کو آزاد جنا تھا تم نے کب سے ان کو غلام بنانا شروع کر دیا ہے۔" (**ولقد ولدتھم امھاتھم احراراً**) بدقسمتی سے عرب حکمرانوں نے اس عظیم نصیحت اور اس اہم پیغام کو نہ سمجھا اور نا ہی اس پر کبھی عمل کیا۔ عربوں نے مختلف مغربی سامراجوں سے آزادی حاصل تو کر لی تھی لیکن اُس سے زیادہ جبر و تسلط ان پر اپنے نام نہاد مسلم اور عرب حکمرانوں نے مسلط کیا۔ اور ان بیچاروں نے آزادی حاصل کرنے کے باوجود غلامی کی ایک ایسی شب گزیدہ سحر کو اپنے منتظر پایا جس کا انہوں نے کبھی تصور بھی نہ کیا تھا اور نہ ہی اس دوسری غلامی کے لئے انہوں نے آگ و خون کے دریا پار کئے تھے۔ بدقسمتی سے استعماریت اور استبداد کے سمندر کو پار کرنے کے بعد ان کے سامنے دوسرا سمندر ان تھکے ماندوں کے صبر و ہمت کو آزمانے کے لئے سامنے کھڑا تھا۔

مصر، تیونس، الجزائر، لیبیا، شام، مراکش، اردن، یمن اور دیگر عرب ریاستیں آزادی کے بعد بھی مغربی استعمار اور اس کے پروردہ ایجنٹوں کے ہاتھوں اب تک یرغمال بنے ہوئے ہیں۔ ان ممالک کے گونگے صفت انسانوں کے ہونٹ نصف صدی سے جلاد صفت حکمرانوں نے ریاستی غنڈہ گردی کے زور پر سیئے ہوئے تھے حتیٰ کہ ان کے افکار و خیالات اور قلم و قرطاس پر بھی ایسے کڑے پہرے تھے کہ کوئی مردِ حُر جرات اظہار تو کیا فکر و تصور میں بھی اصلاح و تنقید اور سیاسی رائے یا اختلاف کی جرات نہیں کر سکتا تھا۔ وہی پرانی زمانہ جاہلیت کی خو بو ان حکمرانوں میں رچ بس چکی ہے۔ بنو امیہ اور بنو عباس کے عیاش حکمرانوں کی ظالمانہ طرز حکمرانی اور اپنی رعایا کو بھیڑ بکریوں کی طرح سمجھنا اور ہانکنا ان کا طرۂ امتیاز بن چکا ہے۔ ان دنوں پورا عرب معاشرہ خفیہ ایجنسیوں اور پولیس اسٹیٹ میں گھرا ہوا ہے۔ حتیٰ کہ بلا مبالغہ کئی ممالک میں تو میاں بیوی بھی مختلف ایجنسیوں کیلئے کام کر رہے ہوتے ہیں اور حد یہ ہے کہ ایک دوسرے کی بھی ہر وقت مخبری اور ٹوہ میں رہتے ہیں۔ گلیوں، محلوں، مسجدوں، خانقاہوں، تعلیمی اداروں، دیہاتوں، شہروں اور زندگی کے ہر شعبے میں روزانہ کی بنیاد پر رپورٹس تیار ہو کر حکمرانوں تک پہنچائی جاتی ہیں۔ اور سب سے زیادہ ان "مسلم عرب" ریاستوں میں ظلم و جبر دیندار طبقے پر ان پچاس برسوں میں ڈھائے گئے ہیں۔ دینی اور سیاسی تحریکات کا حصہ بننا تو درکنار پانچ وقت کا پابند نمازی بننا بھی ان ریاستوں میں ہمیشہ حکمرانوں کی نظر میں بنیاد پرستی کا سمبل حکومتوں اور ان کے لادین سیاسی مقاصد کیلئے بڑے خطرے کی علامت گردانا گیا ہے۔ نوجوان اور اس کی داڑھی تو ایک ایسا ناقابل معافی جرم بن چکا ہے کہ

ایسے فرد کی تو کیا بلکہ پورے خاندان کی اس سے شامت آجاتی جس کے خاندان میں کوئی عرب نوجوان اس قسم کی ''دقیانوسی'' حرکت کرتا۔ اسی لئے ان تمام ممالک میں محدثین' علماء' اور خصوصاً ائمہ مساجد داڑھی مونچھوں کے بغیر یعنی کلین شیو اور اکثر تھری پیس سوٹ میں ملبوس نمازیں پڑھاتے ہیں۔ یہی ان تمام ممالک کا مشترکہ منشور اور طرزِ حکومت ہے۔ (ان ممالک کے ساتھ کسی نہ کسی طور پر وابستہ افراد راقم کے کسی ایک لفظ کو بھی جھٹلا نہیں سکتے چونکہ راقم دوران تعلیم مصر اور دیگر عرب ممالک میں قیام پذیر رہ کر گہرا مشاہدہ و تجربہ حاصل کر چکا ہے)

دریائے نیل کی خاموش یخ بستہ' سکوں پرور لہروں میں ان دنوں ایک ایسا تلاطم خیز طوفان چل رہا ہے جس کے سامنے عصرِ حاضر کا فرعون ثانی عوامی انقلاب کے بحر احمر میں ان شاء اللہ غرق ہونے والا ہے اور جبر و تسلط کا ابوالہول اور نخوت و تکبر اور عہد فسطائیت کا اہرام عنقریب ڈھنے والا ہے۔ تیونس کے پڑھے لکھے بیروزگار نوجوان محمد البوعزیزی کے جسم سے جو شعلے اور چنگاریاں مجبوری اور بیچارگی کے باعث اٹھی تھیں یقیناً اسی شعلہ جوالہ سے عرب حکمرانوں کے محلات سے اب دھواں اور شعلے اٹھنا شروع ہوئے ہیں خصوصاً سرزمین مصر کا دریائے نیل آگ کا سمندر حکمرانوں اور ان کے غلیظ نظام حکومت اسرائیل و امریکہ کے لئے بن چکا ہے اور عصائے موسیٰ سامری ءجدید کے دہائیوں سے مسلط کردہ نظام حکومت کو مسلسل پے در پے ضربوں سے چکنا چور کر رہا ہے۔ سامری اور اس کے حواری عہد جدید کے تمام شیطانی جادو ٹونے اور ابلیسی چالوں اور سیاسی حیلوں سے عوام الناس کو بہلانے کی ناکام کوششیں کر رہے ہیں لیکن خلق خدا جواب نقارہ خدا بن چکا ہے اور ان کی روح پرور انقلابی گونج اور بلالی اذان سے پورا کرۂ ارض لرز رہا ہے۔ وائٹ ہاؤس اور تل ابیب' لندن و فرانس کے شاہی محلات کے کھنگرے اور فانوس دریائے نیل کی اٹھتی موجوں کے باعث ہل رہے ہیں۔ امریکہ اور مغرب جو نصف صدی سے عالم عرب میں پورے ایک شیطانی نظام اور اپنے ایجنٹ مسلط کر چکے تھے' اب اس تازہ تحریک آزادی اور صبح بیداری کے باعث ہڑبڑا رہے ہیں' ان کی سمجھ میں نہیں آرہا کہ خوابیدہ مسلمانوں میں کہاں سے غیرت ایمانی دوبارہ زندہ ہوگئی ہے؟ اور ان کے بچھائے ہوئے مظالم کے مکروہ جال کا ایک ایک حلقہ محمد البوعزیزی اور اس کے دوسرے انقلابی چند نوجوانوں کے انقلاب آفریں نعروں کے باعث آئے روز ٹوٹ رہا ہے ۔ خلق خدا کو نطق اور اظہارِ رائے اور برسوں سے سلے ہوئے ہونٹ اور خشک گلوں سے وہ سب کچھ حکمرانوں کے خلاف اگل رہے ہیں جو دہائیوں پر مشتمل مہر خاموشی کے باعث نہ کہہ سکتے تھے' یہ مبالغہ نہیں بلکہ حقیقت ہے کہ مصر میں کروڑوں انسانوں کو حسنی مبارک اور اس کے پیشروؤں نے زندہ درگور کی ہوئی ممیاں بنا دیا تھا۔ اور ان کے منہ اور چہروں پر ظلم اور جبر کی پٹیاں باندھ دی تھیں۔ الحمدللہ کہ مصری نوجوانوں اور اخوان المسلمین کی عظیم جہد مسلسل نے اس سامری کے سارے جادو منتروں کو ضرب موسیٰ کی طرح چکنا چور کر دیا۔ ___ تاحیات صدارت کے منصب سے چمٹے مصری صدر حسنی مبارک کا عہد نامبارک تیس برسوں پر محیط ہے۔ اس فرعون وقت نے اپنے پیشروؤں فراعنہ مصر کی ''فرزندگی'' اور جانشینی کا ایک ایسا بھیانک نمونہ پیش کیا ہے کہ جہنم میں فراعنہ مصر اپنے اس عظیم فرزند پر ضرور فخر کرتے ہوں گے کہ حسنی مبارک

کے ظلم و جبر اور نخوت و تکبر اور اپنی عوام پر مسلط کردہ مکروہ طرز حکمرانی نے ان کی نا آسودہ روحوں کو جہنم میں جو فرحت اور آسودگی میسر کی ہے اس سے یقیناً ان کی آتماؤں کو شانتی ملی ہوگی ___ تیونس کا آمر مطلق عیاش حکمران زین العابدین تئیس سالوں سے خونخوار ڈریکولا کی صورت میں عوام کا خون نچوڑ رہا تھا۔ تیونس کی آزادی کے فوراً بعد حبیب بورقیبہ خبیث حکمران نے زمام اقتدار سنبھال کر حقیقی آزادی کی مشعل بجھا کر ایک ایسی ظلم و بربریت کی سیاہ چادر تیونس پر مسلط کی تھی کہ چالیس برس سے زائد میں کبھی بھی آزادی کا سورج سرزمین تیونس پر طلوع نہ ہوا۔ اسی کے نمک حرام وزیر داخلہ زین العابدین نے اس مسلم دشمن حکمران کا تختہ الٹ کر تاج و تخت پر قبضہ کرلیا۔ اور تیونس کو مذہب اسلام اور عرب روایات سے اتنا دور لے گیا کہ مغربی دانشور صاف کہنے لگے کہ ایشیاء میں ریاست روس اور مسلمان عربوں میں ریاست تیونس اجتماعی طور پر پیشہ طوائف گری کی ایک منفرد مثال بن گیا ہے۔ پورے ملک کو جنسی بے راہ روی‘ لادینیت‘ جدیدیت اور مغربیت کے سانچے میں زبردستی ڈال دیا گیا۔ اسلام اور عرب تہذیب و تمدن کو ایسا تیونس میں ختم کیا گیا کہ خلق خدا ترکی کے کمال اتاترک کا لادینیت والا نظام بھول گئے۔ زین العابدین میں کمال اتاترک اور ہٹلر کی ارواح خبیثہ دونوں یکجا تھیں۔ تئیس سال سے زائد اپنے عوام کو اس نے زندگی کی ہر ضروری خواہش اور ضرورت سے محروم کئے رکھا۔ نہ اقتصادی ترقی انکے حصے میں آئی نہ جدید علوم فنون میں فن کمال تک یہ بیچارے پہنچ سکے۔ لوگوں کیلئے بیروزگاری اور مہنگائی کے باعث دو وقت کا کھانا ملنا مشکل ہو گیا تھا۔ اسی لئے تو لوگ اپنا پیٹ‘ اپنا ایمان اور اپنی عزت و آبرو بیچنے کیلئے تیار ہو گئے تھے۔ ان حالات میں زین العابدین کی بیوی کیلئے سپیشل بوئنگ طیارہ اس کی پسندیدہ آئس کریمیں دنیا بھر سے لانے کیلئے ہمہ وقت ایئرپورٹ پر تیار ہوتا۔ اسی طرح اس کی بیوی نے ملک سے بھاگتے ہوئے مرکزی بینک سے ایک سو پچاس ٹن سونا اپنے جہازوں میں بھروایا اور اس طرح پینتیس ملین پاؤنڈ بھی ساتھ لے گئی۔ اسی طرح مبارک کے ذاتی اثاثے بھی ستر ارب ڈالر کے لگ بھگ بتائے جاتے ہیں۔___ عالم عرب میں اپنے کرپٹ حکمرانوں کے خلاف بغاوت اور تبدیلی کی یہ جو لہریں اٹھ چکی ہیں اب انہیں روکنا اور قابو کرنا انتہائی مشکل ہو گیا ہے۔

غلام بھاگتے پھرتے ہیں مشعلیں لے کر محل پہ ٹوٹنے والا ہو آسمان جیسے

یمن میں پینتیس سال سے مسلط صدر صالح کے خلاف بھی آگ لگ چکی ہے۔ الجزائر‘ اردن‘ مراکش میں بھی آزادی کے متوالے شمع حریت کی لَو تیز کرنے کیلئے سڑکوں پر آ گئے ہیں۔ دیگر عرب حکمرانوں اور امریکی پالیسیوں کے خلاف بھی لاوا پک چکا ہے۔ عربوں کو مادر پدر آزادی‘ شراب کی بہتات‘ نائٹ کلبوں کی کثرت مخلوط نظام تعلیم اور یورپی طرز زندگی وہ آسودگی اور طمانیت نہ دے سکی جو انہیں ٹھنڈی ریت پر خداوند کے حضور سجدوں اور حضور اقدس ﷺ کی دی گئی سادہ تعلیمات میں کبھی ملا کرتی تھی۔ انہیں اس عرصہ دارز میں حکمرانوں نے اپنی رعایا کو جدیدیت اور ترقی کے نشے سے مذہب اسلام اور عرب ثقافت و تہذیب سے محروم کئے رکھا۔ ان بیچاروں کے کچکول میں فقط غریبی‘ مہنگائی‘ بیروزگاری اور خوئے غلامی کے چند جھوٹے سکے ہی ہاتھ آئے۔